التفسیر، مجلس تفسیر، کراچی جلد ۶، شمارہ ۱۸، اپریل تا ستمبر ۲۰۱۲ء

تاریخ، تدوین، اصول حدیث اور مولانا عبدالرشید نعمانی (ایک مختصر جائزہ)

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی

Late Molana Muhammad Abdur Rasheed Nomani is a well-known scholar who authored a number of books in the domain of Islamic Studies particularly in Hadith. He is known to be the authority in the area of Asmaa ur Rijal (the names of the people, the narrators of Hadith). He was born in Jay Pur, Rajhistan, India in 1914.

He completed his early education in his hometown from Molana Qadeer Bakhsh Badyooni, a renowned figure of Jay Pur at that time and acquired the knowledge of Hadith from Molana Hayder Hasan Khan Tonki, Sheikh ul Hadith of nadwatul Ulema, Lucknow, India. He served at Islamic University

Bhawalpur as a professor and remained head of the department of Islamic Studies for a couple years.

Though he authored a number of books on very essential and significant topics in Arabic and Urdu languages, his outstanding piece of work is Lughat ul Quran which has a very prominent place among other Lughat of quran in Urdu language and a number of editions have been published over the years.

Similarly, his scholarly works in Arabic on Hadith and Usool ul Hadith were greatly acknowledged and appreciated by various Arab scholars like, Shiekh Abdul Fattah Abu Ghuddah, an eminent Muhaddith, who further published his remarkable works from Saudi Arabia; and now they are being published from Qatar and Beirut as well. Currently, these books are being incorporated in the curriculum of theuniversities of Syria.

Molana Nomani had strong devotion to Imam Abu Hanifa, which is also evident in his works. But this dedication and loyalty was without any discrimination. Due to his encouragement several Masaneed of Imam Abu Hanifa were published. Some books of Ulema-e-Ahnaf were also published with his scholarly forewords. These forewords comprised of different research articles on valuable topics like, Muatta Imam Muhammad, Kitab ul A'asar and Jame'u ul

Masaneed are highly valued and accredited in the realm of Hadith all over the world. In this article we will briefly introduce his books particularly on Usool ul Hadith, history of Hadith and compilation of Hadith. In order to understand these topics in detail, one needs to consult necessary hisoutstanding books.

مولانا محمد عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۳ھ۔۱۴۲۰ھ) کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ان چند مایہ ناز اور ممتاز ترین محققین میں ہے جن کی نادر تحقیقات نے عالم اسلام کے علمی وفکری حلقوں پر بڑے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف کو عالمی طور پر شہرت حاصل ہوئی اور بیرونی ملک بڑے اہتمام سے عالم اسلام کے محدث و ناقد شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے ان کو شائع کیا۔

تاریخ، حدیث ، رجال، تراجم، اصول حدیث اور قرآن مجید آپ کے خصوصی موضوعات ہیں۔ ان موضوعات کی کتب مخطوط ومطبوعہ پر آپ کی بڑی عالمانہ اور محققانہ نظر تھی۔ آپ کی تمام تصانیف وسعت نظر دقیق وعمیق ریسرچ اور برسوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ آپ برصغیر کے مشہور محدث حضرت مولانا حیدرحسن خان اور ان کے بڑے بھائی صاحب "معجم المصنفین" مولانا محمود الحسن خان کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں بقول مولانا ابو الحسن علی ندوی:

> مولانا کے تلمیذ ارشد اور ان کے فن اور ذوق کے وارث ہمارے فاضل دوست مولانا عبدالرشید نعمانی جو پوری حال شیخ الحدیث اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ہیں ان کے علمی کام تعارف کے محتاج نہیں ان میں "لغات القرآن" کی چار جلدیں اور ان کا اصل علمی اور تحقیقی کام ان کی کتاب "ماتمس الیہ الحاجۃ" ہے جو ان کی وسعت مطالعہ اور دقت نظر کی شاہد ہے۔(۱)

ہندوستان کے مشہور محدث اور "انوار الباری شرح صحیح بخاری" کے مؤلف مولانا سید

احمد رضا بجنوری انوار الباری کے مقدمہ میں مولانا نعمانی کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

> مشہور مصنف ، محقق، محدث ،جامع معقول ومنقول ---آپ کی تمام کتابیں گہری ریسرچ کا نتیجہ اور اعلیٰ تحقیق کی حامل ہیں، مقدمات و تعلیقات میں آپ کے تحقیقی افکار علامہ کوثری کے طرز سے ملتے جلتے ہیں۔(۲)

حضرت مولانا مناظر حسن گیلانی اپنے ایک تعریفی سرٹیفکیٹ میں مولانا نعمانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> مولوی عبد الرشید صاحب (مولوی فاضل، منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی) سے میں ذاتی طور پر واقف ہوں انہوں نے علاوہ سرکاری امتحانوں کے ہندوستان کے مشہور فاضل مولانا حیدرحسن خاں صاحب صدر "دارالعلوم ندوۃ العلماء" سے بھی علوم اسلامیہ خصوصا حدیث کے فن کی تکمیل کی ہے اور پھر انہوں نے اس کے بعد حضرت مولانا محمود حسن صاحب قبلہ مؤلف معجم المصنفین (جس کی تدوین حکومت آصفیہ کی سرپرستی میں جو صرف زرکثیر ہورہی ہے اور جس کی چند جلدیں بیروت سے شائع ہوکر تمام مشرقی ومغربی ممالک کے علماء سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں مولوی عبد الرشید صاحب نے ان کے ساتھ بھی کام کیا ہے اس زمانہ میں ان کو کافی مطالعہ اور وسعت نظر کا موقع ملا ہے۔میرے نزدیک یہ اپنی موجودہ قابلیت اور متوقع کمال کی بنیاد پر اس کے مستحق ہیں کہ ہر قسم کے ذمہ دارانہ کام جن کا تعلق اسلامی علوم کی تدوین وتصنیف یا ازیں قبیل افتاء وقضاء کوحسن وخوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ان خدمات کیلئے جس علمی سرمایہ کی ضرورت ہے اس کا کافی حصہ انہوں نے جمع کرلیا ہے۔
>
> مناظر حسن گیلانی

صدر شعبہ دینیات، عثمانیہ یونیورسٹی کالج، حیدرآباد دکن، 10 دسمبر 1938ء

عالم اسلام کے فاضل ترین نقاد اور محقق و محدث شیخ عبد الفتاح ابوغدۃ 1337...... 1417ھ مولانا نعمانی کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

> وهو من افذاذ العلماء المحققين في تلك الديار علماً وفهماً و زهداً و تقىً ' اوقاته معمورة ليلاً و نهاراً بذكر و تلاوة او وعظ و ارشاد او تحقيق و مطالعة او تدريس و تعليم او تصنيف و تاليف و اكبر شغله الدرس و الافادة و البحث و المطالعة. وله تصانيف ممتعة فائقة في علوم الحديث وغيره، وبحوث علمية و مقالات مفيدة في شتى الفنون. (۳)

تاریخ تدوین حدیث کے بارے میں ان کے بعض نظریات بالخصوص روایتی اصول حدیث پر ان کے ناقدانہ افکار کو بڑی وقعت سے دیکھا گیا ہے۔ اور ملک کے بعض مدارس کے تخصص فی الحدیث کے شعبوں میں ان کی تحقیقات کو بنیاد بنا کر بالخصوص احناف کی حدیث میں خدمات کے حوالہ سے تحقیقی کام ہو رہا ہے اور مقالات مرتب کر کے شائع کیے جا رہے ہیں اور اس سلسلے کے بعض گراں قدر مقالات منظر عام پر آنے کے بعد ارباب فکر و نظر سے داد تحقیق حاصل کر چکے ہیں۔

تدوین حدیث کی تاریخ کے حوالہ سے ان کی اس تحقیق اور نظریہ کو عالمی طور پر ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ:

> ''تمام امت میں امام ابو حنیفہ کو اس بارے میں شرف اولیت حاصل ہے کہ انہوں نے علم شریعت کو باقاعدہ ابواب پر مرتب کیا اور اس خوش اسلوبی سے مرتب فرمایا کہ آج تک سنن و احکام کی تمام کتابیں انہی کی فقہی ترتیب کے مطابق مدون و مرتب ہوتی چلی آ رہی ہیں۔''

''کتاب الآثار'' احادیث صحیحہ کا وہ اولین مجموعہ ہے جسے امام ابو حنیفہ نے دوسری صدی کے اوائل میں فقہی ابواب پر مرتب کیا اس سے پہلے احادیث نبویہ کے جتنے صحیفے اور مجموعہ

تیار ہوئے ان کی ترتیب فنی نہیں تھی بلکہ ان کے جامعین نے کیف ما اتفق جو احادیث ان کو یاد تھیں انہیں قلمبند کر دیا تھا۔ امام ابو حنیفہ نے علم حدیث کی ایک اہم ترین خدمت یہ انجام دی کہ احادیث احکام میں سے صحیح اور معمول بہ روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف میں ان کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا۔ آج امت کے پاس احادیث صحیحہ کی سب سے قدیم ترین کتاب یہی ہے۔ اور امام صاحب کی نظر انتخاب نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے چن کر اس کتاب کو مرتب کیا ہے(۴) اور احادیث کو جزء اول اور آثار صحابہ و تابعین کو جزء ثانی قرار دیا ہے۔

کتاب الآثار نے روایات کی تبویب، حسن ترتیب، اہم مباحث کے استیعاب صحت کے التزام، قبولیت عام اور شہرت کی وجہ سے فن حدیث کی تدوین پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے ہیں چنانچہ مؤطا کی ترتیب اسی کو سامنے رکھ کر اختیار کی گئی اس طرح روایات کے انتخاب اور ان کی صحت کے بارے میں امام ابو حنیفہ نے جو معیار قائم کیا تھا بعد کے ارباب صحاح نے باوجود اختلاف ذوق کے اس کا پورا پورا خیال کیا۔

روایات کے انتخاب و احتجاج کے بارے میں امام ابو حنیفہ نے اپنا طرز عمل یہ بیان کیا ہے:

> انى آخذ بكتاب الله اذا وجدته و مالم اجده فيه اخذت بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم والآثار الصحاح عنه التى فشت فى ايدى الثقات(۵)

میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے استدلال کرتا ہوں کتاب اللہ میں نہ ملنے کی صورت میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایسے آثار سے جو ثقہ ہاتھوں سے گذرنے کے بعد عام ہو چکے ہوں استدلال کرتا ہوں۔

اور امام سفیان ثوری نے آپ کے اس طرز عمل کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے۔

> يأخذ بما صح عنده من الاحاديث التى كان يحملها الثقات و بالآخر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (۶)

جو احادیث امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں اور جن کو ثقات روایت کرتے چلے

آتے ہیں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہوتا ہے آپ اس سے استنباط کرتے ہیں۔

مؤطا، صحیح بخاری، سنن نسائی، سنن ابی داؤد، اور دیگر کتب حدیث کی طرح کتاب الآثار کے متعدد نسخے ہیں جن میں روایات کی تعداد کے لحاظ سے بھی فرق ہے اور ابواب کی تقدیم وتاخیر کے لحاظ سے بھی اس قسم کا اختلاف قدماء کی ایسی کتابوں میں جو املاء کرائی جاتی ہیں پایا جاتا ہے۔

بہرحال کتاب الآثار کے جو نسخے خاص طور پر قابل ذکر ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔نسخہ سابق بن عبد اللہ البربری ان کا انتقال امام صاحب کی وفات کے بعد ہوا ہے تاریخ وفات کا پتہ نہیں چلا۔

2۔نسخہ امام زفر بن الھذیل 158

3۔نسخہ امام قاری حمزۃ بن حبیب الزیات 158

4۔نسخہ امام حماد بن ابی حنیفہ 176

5۔نسخہ امام محمد بن الحسن 179

6۔نسخہ امام ابو یوسف 184

7۔نسخہ محدث محمد بن مسروق الکندی 184 کے بعد

8۔نسخہ محدث محمد بن خالد الوہبی قبل 200

9۔نسخہ امام حسن بن زیاد 204

ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد نے امام ابو حنیفہ سے کتاب الآثار کا سماع کیا ہے جن کی تعداد کا شمار مشکل ہے۔

بقول علامہ ذہبی:

روی عنہ من المحدثین و الفقہاء عدۃ لا یحصون

امام صاحب سے محدثین اور فقہاء کی اتنی بڑی تعداد نے احادیث کو روایت کیا ہے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔(۷)

"اصول حدیث کے بعض اہم مباحث" (چند مقالات)

برصغیر پاک وہند کے مایہ ناز محدث محقق العصر حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانی قدس سرہ المتوفی 1420ھ کے تمام علمی سفر کا اولین آغاز جس علمی اور تحقیقی مضمون سے ہوا وہ امام ابو عبد اللہ حاکم محمد بن عبد اللہ الحافظ النیسابوری المتوفی 405ھ کے اصول حدیث پر ایک مختصر رسالہ "المدخل فی اصول الحدیث" پر نہایت منفرد انداز میں ایک محققانہ تبصرہ تھا۔ یہ نقد وتبصرہ ہندوستان کے مشہور علمی ادارہ "ندوۃ المصنفین دہلی" کے مؤقر ماہنامہ "برہان" میں شائع ہوا۔ مسلسل چھ قسطوں پر مشتمل اس سلسلہ کا آغاز محرم الحرام 1361ھ میں ہوا اور جمادی الثانیہ 1361ھ میں یہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ کسی رسالہ میں بطور خاص علمی مجلات میں جب کوئی مضمون اشاعت کی غرض سے ارسال کیا جاتا ہے تو رسالہ کی ضخامت اور اشاعتی پالیسی کے پیش نظر اختصار کو بطور خاص ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ اس کے پیش نظر حضرت والد صاحب نے بہت سے مباحث تحریر کرنے کے باوجود اشاعت کے لیے ارسال نہیں کیے۔ خود تحریر فرماتے ہیں۔

"اختصار کا لحاظ رکھنے کے باوجود مقالہ دراز ہوگیا اور بہت سے مباحث قصداً ترک کرنا پڑے۔"(۸)

حضرت مولانا نعمانی نے جس اختصار کا تذکرہ کیا ہے ان مباحث کو ان کی مذکورہ بالا کتاب میں شامل کیا گیا ہے ساتھ ہی اس کتاب میں ان کے دو نہایت اہم مقالے بھی شامل ہیں۔

1۔موازنہ بین الصحیحین

یہ مقالہ اصول حدیث کے مباحث میں نہایت اہمیت کا حامل ہے جس میں تین بنیادی مباحث پر مدلل تبصرہ اور سیر حاصل گفتگو ہے۔

i۔کیا قرآن مجید کے بعد صحیحین اصح الکتب ہیں۔

ii۔ان کتابوں پر امت کی تلقی بالقبول ہے

iii۔کیا صحیح بخاری صحیح مسلم سے اصح ہے۔

2۔ہندوستان میں علم حدیث کا ارتقاء اور خانوادہ ولی اللّٰھی اور خانوادہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی

کی خدمات حدیث:

اس مفصل مضمون میں مختصراً ہندوستان میں علم حدیث کے ارتقاء اور اس اقلیم میں اس کی گرم بازاری کا ذکر کیا گیا ہے بالخصوص تدریسی سرگرمیوں کے علاوہ مشہور محدثین پیر سید عبد الاول بن علامہ حسنی کی تالیف ''فیض الباری'' اور شیخ علی بن حسام الدین متقی حنفی کی کنز اعمال و دیگر تصنیفی خدمات کا تذکرہ ہے اس کے بعد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ان کے خاندان کی تدریسی و تصنیفی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور ان کے خاندان کی علم حدیث کی ترویج و اشاعت میں مساعی جمیلہ کا تذکرہ ہے۔

اس باب میں سب سے شاہکار بحث حضرت شاہ صاحب کے قائم کردہ کتب طبقات حدیث کا ایک ناقدانہ جائزہ ہے۔

اہل علم اس امر سے اچھی طرح واقف ہیں کہ حضرت والد صاحب کو اصول حدیث میں اختصاص حاصل تھا۔ اس فن کے تمام مباحث پر ان کی ناقدانہ بصیرت کے ساتھ کامل نظر تھی۔ ان کی رائے میں محدثین کے وضع کردہ بہت سے قواعد نظر ثانی کے محتاج ہیں۔ اسی طرح ان کی یہ بھی تچی تلی رائے تھی کہ احناف نے اپنی فوری ضرورت کے تحت تدوین حدیث و اصول حدیث کا کام بہت پہلے مکمل کر لیا تھا اور استنباط مسائل کے وقت ان کے سامنے اپنے ائمہ کی احادیث میں مرتب کردہ تمام کتابیں تھیں۔ نیز یہ کہ احادیث کے پرکھنے کے لئے ائمہ احناف کے اصول وضوابط زیادہ جامع معیاری اور سخت تھے ان کی ایک ہلکی سی جھلک اصول فقہ کی کتابوں میں السنۃ کے زیر عنوان ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

المدخل پر تبصرہ میں فاضل مؤلف کی کاوشوں کا اندازہ ان کے درج کلمات سے لگایا جاسکتا ہے۔

> ''ذیل کے مقالہ میں المدخل کے مباحث پر ہم نے ایک تحقیقی نظر ڈالی ہے جو حدیث اصول حدیث رجال و تاریخ کی سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے بلاشبہ اس میں حاکم کے بہت سے بیانات سے اختلاف کیا گیا ہے لیکن جو دعویٰ کیا ہے اس کی دلیل بھی مستند کتابوں

> سے نقل کر دی ہے اور اس میں کافی سعی کی ہے کہ جو کچھ لکھا جائے پوری تحقیق سے لکھا جائے۔''(۹)

مدونین وجامعین کتب حدیث کے رجحانات کے تفصیلی مطالعہ کے لئے حضرت والد صاحب کی درج ذیل تصانیف، فن حدیث، اصول حدیث اور تدوین حدیث و تاریخ رجال حدیث میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں اور طلاب حدیث کے لیے ان کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

(1)ماتمس الیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ:

اب یہ کتاب ''الامام ابن ماجہ وکتابہ السنن'' کے نئے عنوان سے دیار عرب کے مشہور محدث شیخ عبد الفتاح ابو غدہ کی زیر نگرانی بیروت و شام سے شائع ہوکر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ پاک و ہند اور عالم عرب کے جلیل القدر علماء و محدثین نے اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اور ان کی علمی تصانیف میں اس کتاب کے جا بجا حوالے ملتے ہیں۔

> شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے اس کتاب کی اہمیت بایں الفاظ بیان کی ہے۔
> قرون ثلاثہ میں تاریخ حدیث، کتابت حدیث، تدوین علم حدیث، ائمہ فقہاء اربعہ، اصحاب کتب ستہ کی شروط کی تفصیلات کے علاوہ بیش بہا معلومات اور تحقیقی نفیس فوائد کی یہ کتاب ایسا مجموعہ ہے جس سے ہر محدث اور فقیہ کو واقف ہونا ضروری ہے۔(۱۰)

(2)امام ابن ماجہ اور علم حدیث:

اردو داں حلقوں کے استفادہ کیلئے حضرت والد صاحب نے ''امام ابن ماجہ اور علم حدیث'' کے عنوان سے ایک اور مستقل کتاب تالیف کی اس کتاب کے اختتام پر اس کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے۔

کہنے کو یہ ابن ماجہ کی ایک سوانح عمری ہے لیکن درحقیقت یہ تدوین حدیث کی مفصل تاریخ ہے اور مسلمانوں کی ان جانفشانیوں کا مرقع ہے جو انہوں نے خدا کے آخری پیغمبر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک حرف کو محفوظ کرنے کے لیے اٹھائی ہیں۔ تاکہ امت

وحی کی ذمہ داری میں جو اس امت کے سپرد کی گئی تھی کسی قسم کا رخنہ نہ آنے پائے اور اللہ تعالیٰ کی اہل ملل و ادیان پر حجت تمام ہو جائے۔(۱۱)

بقول مولانا بلال حسنیؒ واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب دریا بکوزہ کا مصداق ہے اور علم کا ایک سمندر ہے، اس میں علم حدیث کا تعارف بھی ہے اس کی تدوین کی تاریخ بھی صحاح ستہ پر جچا تلا تبصرہ بھی ہے اور طبقات کتب کی تعیین بھی حقیقت یہ ہے کہ کتاب کے نام سے اصل کتاب کے مضامین اور مندرجات پر ایک پردہ سا پڑ گیا ہے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب "بنوری صاحب معارف السنن" کا معمول تھا کہ ابتدائے سال درس شروع کرتے وقت پہلے اس کتاب کا ایک حصہ خود سناتے یا کسی طالب علم سے پڑھواتے اس کے بعد درس کی ابتداء فرماتے۔ (۱۲)

(۳) مكانة الامام أبي حنيفة في علم الحديث:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں فن حدیث میں امام صاحب کے مقام کے تعیین کی کوشش کی گئی ہے اور قوی دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ جس طرح فقہ میں امامت کبریٰ کے درجہ پر فائز تھے فن حدیث میں بھی آپ کو یہی مقام حاصل تھا۔ آپ کا شمار ائمہ جرح و تعدیل میں ہے۔ اس فن میں آپ کے اقوال بطور سند پیش کئے جاتے ہیں۔ توثیق و تضعیف میں آپ کی رائے کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ آپ کے وضع کردہ اصول حدیث سے استدلال کیا جاتا تھا۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے اس کتاب کو بھی اپنی زیر نگرانی نہایت اہتمام کے ساتھ بیروت و شام سے شائع کیا ہے اور اس پر مختصر مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔ جس میں اس تالیف جلیل کو درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

فهذا سفر نفيس فريد و اثر نافع مجيد مكانة الامام ابى حنيفة فى علم الحديث تاليف العلامة المحقق المحدث الناقد الشيخ محمد عبد الرشيد النعمانى حفظه الله تعالىٰ شيخ الحديث و علومه سابقا فى جامعة العلوم الاسلامية فى مدينة كراتشى باكستان. (۱۳)

(۴) التعقيبات على صاحب الدراسات:

دراسات اللبيب فى الاسوة الحسنة بالحبيب سندھ کے مشہور متکلم اور بالغ نظر عالم ملا محمد المعلب بلا معین السندی ۱۱۶۱ھ کی تالیف ہے اس کتاب میں بارہ دراسات ہیں جو فن حدیث "اصول حدیث" کتب صحیحین اور فقہ کے نہایت اہم مباحث سے تعلق رکھتے ہیں۔ مؤلف نے اہل سنت کے جادہ اعتدال سے ہٹتے ہوئے اپنے بہت سے تفردات بھی ذکر کیے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں وہ معتقدات میں رفض، اعتزال، تشیع اور اہل بدعت سے زیادہ قریب ہوگئے ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۸۳ھ میں لاہور سے شائع ہوئی اور دوسری مرتبہ ۱۳۷۷ھ میں سندھی ادبی بورڈ کراچی کے زیر اہتمام زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ حضرت والد صاحب نے اس کتاب پر مقدمہ کے علاوہ مؤلف کے مفصل حالات اور نہایت مفید حواشی تحریر کیے ہیں۔ فن حدیث، اصول حدیث نیز اصول و فروع میں ملا محمد کے تفردات، امام ابو حنیفہ پر مطاعن نیز ان کے معتقدات پر بھرپور دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔ خود راقم ہیں:

وامـا التعليقات التى كتبت عليها فاكثرها اعتراضات عليه و مباحثات معه فيما يتعلق بالحديث و علومه و اما النقد التفصيلى فقد اغنانا عنه العلامتان الحجتان الفقيهان المحدثان الشيخ عبد اللطيف و ابنه الشيخ ابراهيم التتويان بما انفقدا عليه فى ذب ذبابات الدراسات و القسطاس المستقيم رحمهما الله وطاب ثراهما وسميت هذه التعليقات بالتعقيبات على صاحب الدراسات. (۱۴)

اس کتاب پر جو حواشی میں نے تحریر کیے ہیں ان میں بیشتر مؤلف پر اعتراضات اور ان کے ساتھ بحث و مباحثہ پر مشتمل ہیں یہ زیادہ تر حدیث وعلوم حدیث کے موضوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ تفصیلی نقد سے ہمیں شیخ عبداللطیف اور ان کے صاحبزادے ابراہیم ٹھٹھوی نے بے نیاز کر دیا ہے کہ دونوں حضرات نے اپنی تالیفات "ذب ذبابات الدراسات" اور "القسطاس المستقیم" میں اس پر خوب خوب رد کیا ہے میں نے ان تعلیقات کو "التعقیبات علی صاحب الدراسات" کا نام دیا ہے۔ (کلمة عن الدراسات: ص ۴)

شیخ عبدالفتاح "ابو غدہ الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ۔" ص: ۱۶۸ میں رقمطراز ہیں:

> وقام بتحقيق هذا الطبع تحقيقا علميا تاما صديقنا العلامة المحقق المحدث الفقيه الشيخ محمد عبد الرشيد النعماني الهندي فعلق عليه تعليقات نافعة ضافية وبلغت صفحات الكتاب ۲۵۵ ماعدا الفهارس العامة التي يسرت الانتفاع به لأيسر نظرة فجزاه الله عن العلم واهله خيراً.

دراسات اللبیب کی علمی اور کامل انداز میں ہمارے دوست علامہ، محقق، محدث، فقیہ شیخ محمد عبدالرشید نعمانی نے تحقیق کی ہے اور انتہائی مفید اور مکمل انداز میں اس پر تحقیقی حواشی تحریر کیے ہیں اس طرح کتاب کا حجم ۲۵۵ صفحات تک پہنچ گیا ہے علاوہ ازیں آپ نے جو عام فہارس ترتیب دی ہیں اس سے ایک ہی نظر میں کتاب سے استفادہ آسان ہو گیا ہے علم و اہل علم کی جانب سے اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔

(۵) التعليقات على ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الأربعة المتناسبات:

ذب ذبابات الدراسات سندھ کے مشہور محقق، محدث، حافظ الحدیث فقیہ علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی کے نہایت لائق و فائق صاحبزادے، دیار سندھ کے قاضی القضاۃ علامہ فقیہ، محدث، اصولی عبداللطیف المطلبی القرشی ۱۱۸۹ھ کی تالیف ہے یہ خانوادہ علم و فضل میں سرزمین سندھ میں درخشاں آفتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ "ذب ذبابات" ملا معین سندھی کی کتاب "دراسات اللبیب" کے جواب میں تحریر کی گئی ہے۔ فاضل مؤلف نے نہایت قوی دلائل کے ساتھ اس کتاب کا رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ملا معین اصول و فروع دونوں میں راہ حق سے ہٹ کر رفض و تشیع اعتزال اور بدعت کے دامن میں پناہ لے چکے ہیں۔

حضرت والد صاحب نے اس ضخیم کتاب پر نہایت قیمتی اور نادر حواشی اور تعلیقات تحریر کی ہیں جس سے اس کتاب کی افادیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور اس کی ضخامت دو بڑی جلدوں میں ۱۰۵۶ صفحات تک پہنچ گئی ہے۔ پانچ سو صفحات پر مشتمل عام فہارس ہیں جس کی وجہ

سے کتاب سے استفادہ نہایت آسان ہو گیا ہے۔ شیخ عبدالفتاح ابو غدہ اور دیگر علماء نے ان تعلیقات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور ان کی تحسین کی ہے۔

(۶) التعليق القويم على مقدمة كتاب التعليم:

شیخ الاسلام مسعود بن شیبہ السندی (۱۵) علمی حلقوں میں وسعت علم ثقاہت اور امامت علمی کی بنیاد پر ممتاز حیثیت سے متعارف ہیں حافظ قاسم بن قطلو بغا نے "تاج التراجم فی طبقات الحنفیۃ" اور حافظ عبدالقادر قرشی نے "الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ" میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔ ان کا تعلق ساتویں صدی ہجری سے ہے۔ یہ وہ دور ہے جب فتنہ تاتار کی وجہ سے عالم اسلام میں ایک حشر برپا تھا۔ اہل علم کے ہزاروں نادر علمی شاہکار اس کی نذر ہوئے ان کے تفصیلی حالات تصانیف اور علمی خدمات کے بارے میں اسی بناء پر زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں۔ مسعود بن شیبہ نے یہ مقدمہ ابن الجوینی کی "مغیث الخلق" اور امام غزالی کی "المنخول" کے رد میں لکھا ہے۔ یہ دونوں کتابیں دراصل امام ابو حنیفہ کے رد میں لکھی گئی تھیں۔ مؤلف نے امام ابو حنیفہ کا دفاع کرتے ہوئے سخت لب و لہجہ اختیار کیا ہے۔ حضرت والد صاحب نے اس کتاب پر تفصیلی حواشی تحریر کیے ہیں جس میں امام ابو حنیفہ کے نسب، آپ کی تابعیت، روایت صحابہ، حدیث میں آپ کا مقام، تدوین فقہ کے مراحل امام صاحب کی بعض اہم تصانیف بالخصوص کتاب الآثار، مسانید امام ابی حنیفہ اور دیگر اہم امور پر نہایت علمی دقیق اور محققانہ بحثیں قیمتی اور نادر حوالوں کی روشنی میں کی گئی ہیں۔

ہندوستان کے مشہور نادر عربی کتابوں کے محقق اور ناشر حضرت مولانا ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ حضرت والد صاحب کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

> "کتاب التعلیم" کے اخیر صفحات بھی موصول ہوئے مطالعہ کی اگرچہ فرصت نہیں لیکن میں نے اخیر شب میں ان کا مطالعہ کیا اور فارغ ہوا۔ بحمد اللہ تعلیق بے حد قیمتی ہے اہل علم اس کی بے حد قدر کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فیوض سے مالا مال کرے آپ نے اس کے لیے بڑی جد و جہد کی کہاں کہاں سے مضامین فراہم کیے۔ ماشاء اللہ، بارک

اللہ تعالیٰ فی قلمک و شکر مساعیک. تعلیق اتنی دلچسپ تھی کہ سب کام چھوڑ کر جب تک پوری کتاب ختم نہ ہوئی ہاتھ سے نہ رکھی اب مقدمہ کی انتظاری ہے اللہ جل شانہ اس کو کمال کے ساتھ اتمام کو پہنچائے۔ "ذب ذبابات" کی جلد ثانی کے طباعت کی خبر سے بھی بے حد خوش ہوں۔ الخ۔

"التعقیبات علی صاحب الدراسات" "التعلیقات علی ذب ذبابات الدراسات" اور "التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم" تینوں سن ساٹھ کی دھائی میں سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سے طبع ہوئیں اور اب ایک عرصہ سے نایاب ہیں۔ ضرورت ہے ان کتابوں کو جدید انداز میں عالم عرب سے طبع کر کے شائع کیا جائے تاکہ ان کا افادہ عام ہو۔ اور عالم اسلام کے علمی حلقوں میں ان کتابوں سے استفادہ کیا جا سکے۔

حضرت والد صاحب کے سانحہ ارتحال کے بعد مختلف حلقوں کے اہل قلم نے ان کی حیات کے متعدد گوشوں پر قلم اٹھایا ، اخبارات میں بھی متعدد مضامین شائع ہوئے اس دور کے وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے بھی بنفس نفیس تعزیتی خط ارسال کیا۔ پنجاب یونیورسٹی کے شیخ زاید اسلامک سینٹر میں ان کی حیات و خدمات پر ایم فل کی سطح پر مقالہ بھی تحریر کیا گیا۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ صحافت کے ایک معروف اسکالر پروفیسر ڈاکٹر طاہر مسعود صاحب مولانا کی سوانح دینی اور روحانی سرگرمیوں پر ایک تفصیلی کتاب تحریر کر رہے ہیں۔ یہ مختصر تبصرہ مولانا نعمانی کی اصول حدیث و تاریخ حدیث کی بعض تصانیف پر ہے علاوہ ازیں دیگر موضوعات پر آپ کی تالیفات کا ایک وسیع سلسلہ ہے اسی طرح مختلف موضوعات پر پچاس سے زیادہ آپ کے مقالات ہیں جن کو ترتیب دیا جا چکا ہے اور اب وہ اشاعت کے منتظر ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) پرانے چراغ (ص ۲۰۱، ۲۰۲) مولانا ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی۔

(۲) مقدمہ انوار الباری شرح صحیح بخاری، (۲/۲۸۷) تذکرہ محدثین، سید احمد رضا بجنوری، دیوبند ہند۔

(۳) الامام ابن ماجہ و کتاب السنن مقدمہ المؤلف فی سطور (ص ۱۷) عبد الفتاح ابو غدہ، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ۔

(۴) مناقب الامام الاعظم (۱/۹۵) موفق مکی، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، الہند۔

(۵) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ (ص ۱۰) حسین بن علی الصیمری ۴۳۶ھ، مطبعۃ المعارف الشرقیہ، حیدرآباد، ۱۹۷۴ء۔

(۶) الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء، (ص ۱۲۲) ابن عبدالبر، طبع مصر۔

(۷) مناقب ابی حنیفہ و صاحبیہ (ص ۱۱) شمس الدین الذہبی، ۷۴۸ھ، طبع لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن، الہند۔

(۸) تبصرہ والمدخل فی اصول الحدیث للحاکم (ص ۴۲) مولانا محمد عبدالرشید نعمانی، الرحیم اکیڈمی، کراچی۔

(۹) ایضاً، (ص ۴۲)

(۱۰) یہ کتاب متعدد مرتبہ کراچی، قطر، بیروت اور شام سے شائع ہو چکی ہے۔

(۱۱) طبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی، میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب، آرام باغ کراچی۔

(۱۲) تاریخ تدوین حدیث (ص ۱۸) مولانا محمد عبدالرشید نعمانی، مجلس نشریات اسلام کراچی ۲۰۰۵ء۔

(۱۳) مکانۃ الامام ابی حنیفہ فی الحدیث، (ص ۵) محمد عبدالرشید نعمانی، تقدیم محمد عبدالفتاح ابو غدہ، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۴۱۶ھ۔

(۱۴) دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب، محمد معین السندھی، تعلیق محمد عبدالرشید نعمانی (مقدمہ ص ۴) سندھی ادبی بورڈ کراچی، ۱۹۵۷ء۔

(۱۵) الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ (۲/۱۹۴) عبدالقادر القرشی، دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد دکن، الہند، ۱۳۳۲ھ۔

التفسیر، مجلس تفسیر، کراچی جلد ۶، شمارہ ۱۸، اپریل تا ستمبر ۲۰۱۲ء

ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ ایک عظیم محقق

محمد افضال اشرف

Dr Muhammad Hamidullah was an extraordinary and unique global personality of the 20th century. He was well known among the learned circles worldwide for his unparalleled research work on Islam and his sincere and never ending contribution to the dissemination of Islamic teachings in the western world. He died peacefully at the age of 95 on December 17, 2002 in Jacksonville, Florida, USA at the home of his brother's granddaughter Sadida.

Dr Hamidullah was proficiently fluent in Urdu, Arabic, Persian, Turkish as well as English, French, German and Italian languages. This exemplary quality paved way for him to explore and present a wealth of remarkable and authentic research work to the world.

Dr Hamidullah never adopted the subcontinent's

typical aggressive and debating style; rather he used evidences and results through high caliber research work to amicably silence his opponents.

Dr Hamidullah was not given due value and importance that he deserved while he was alive; nevertheless, he knew what he was aiming for and remained focused. The seeds of his struggle and efforts started sprouting during his lifetime hence Islam is the fastest growing religion today in France and Europe and many of his disciples there are following on his footsteps.

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی شخصیت علمی حلقوں میں غیر معروف نہیں لیکن عام لوگوں میں ان کا تعارف مفقود ہونا افسوس کا مقام ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ ایک عظیم مفکر اور محقق تھے۔ اسلامی علوم وفنون کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا رہا ہوگا جس میں ڈاکٹر صاحب نے انتہائی عالمانہ اور انتہائی عمیق تحقیق کے نتائج دنیائے اسلام کے سامنے پیش نہ کیے ہوں۔(۱)

ڈاکٹر صاحب اصل میں قانون کے طالب علم تھے اور ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت قانون کے میدان میں ہوئی تھی۔ وہ قانون ہی کے استاد اور قانون ہی کے مصنف تھے اور اس میں بھی اصول قانون اور بین الاقوامی قانون ان کے دلچسپی کے میدان تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی دعوت کا دائرہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے مختلف مکاتب فکر کو بھی محیط تھا لہٰذا ان کی جدو جہد کے میدان کی اسی وسعت و ہمہ گیریت نے ان کی تحریر و تقریر کو اکثر ذیلی و فروعی بندشوں سے آزاد کردیا تھا۔ جب بات کرتے تو ان کا مطمع نظر کسی مسلکی نقطہ نظر کی تائید وتردید نہ ہوتا بلکہ ان کا ہدف

اسلام کے منکر و مخالف افراد کو دین حق کی طرف راغب کرتا ہوتا۔ (۲)

خاندانی پس منظر اور تعلیم:

ڈاکٹر محمد حمیداللہ ۱۹ فروری ۱۹۰۸ء میں حیدر آباد دکن کے ایک قدیم محلہ فیل منڈی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام ابو محمد خلیل اللہ اور والدہ کا نام بی بی سلطان تھا۔ والد مدراس سے نقل مکانی کر کے حیدر آباد آ گئے اور نظام دکن کے محکمہ مال گزاری Revenue Department میں Director کے عہدہ پر رکھ لئے گئے۔ دادا محمد صبغۃ اللہ بدر الدولہ کے قاضی اور پر دادا مولوی محمد غوث شرف الملک مدراس کے عہدہ قضاء پر فائز رہے۔ آخر الذکر کو لارڈ کرزن نے شمس العلماء کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ کے نانا نواب قاسم جنگ نے صدر محاسب ریاست کرناٹک کا عہدہ نبھایا۔ آپ کی پانچ بہنیں اور چار بھائی تھے جن میں ایک بہن اور ایک بھائی بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ آپ تمام بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ (۳)

ابتدائی تعلیم بہنوں سے اور بعد ازاں والد سے حاصل کی جس کے بعد مدرسہ دارالعلوم اور جامعہ نظامیہ میں داخل کر دیے گئے جہاں سے ۱۹۲۳ء میں مولوی کامل کی سند نمایاں کامیابی سے حاصل کی۔ والد چونکہ مغربی تعلیم کے خلاف تھے اسلئے چھپ کر میٹرک کا امتحان دیا اور تمام طلباء میں سبقت حاصل کی والد کو اس کی خبر اخبار کے ذریعے ملی تو بجائے ناراض ہونے کے خوشی کا اظہار کیا جس سے تقویت پا کر اکے ایک نہ رکنے والے علمی سفر کا آغاز ہو گیا۔

انہوں نے ۱۹۳۰ میں جامعہ عثمانیہ حیدر آباد سے ایم اے اور ایل ایل بی کے امتحانات میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور اسلام کے بین الاقوامی قانون پر تحقیق کے لئے وظیفہ کے اہل قرار پائے۔ بعد ازاں اسی موضوع پر Neutrality in Muslim International Law کے نام سے مقالہ لکھ کر ۱۹۳۳ء میں آپ نے بون یونیورسٹی (جرمنی) سے ڈی فل کی ڈگری حاصل کی اور پھر ۱۹۳۵ء میں سوبورن یونیورسٹی (پیرس) سے عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ میں اسلامی سفارت کاری پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹر آف لیٹرز

کی سند پائی۔ (۴)

درس و تدریس:

ڈاکٹر حمیداللہ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۸ء تک جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں شعبہ دینیات اور قانون میں درس و تدریس کرتے رہے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۷۸ء تک فرانس کے نیشنل سینٹر آف سائنٹفک ریسرچ میں تحقیق کرنے کے ساتھ ساتھ فرانس، ترکی، جرمنی اور متعدد اسلامی ممالک کی یونیورسٹیوں میں لیکچر دیتے رہے۔

ڈاکٹر صاحب اردو فارسی عربی اور ترکی کے علاوہ انگریزی فرانسیسی جرمن اطالوی زبانوں پر عبور رکھنے کی وجہ سے وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ اسی بنا پر مختلف اقوام و ادیان کے تاریخی اور تقابلی مطالعے کی بدولت آپ کے مقالات اور تصانیف کا علمی و تحقیقی مرتبہ نہایت بلند ہے۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں بھی آپ کو اس لسانی مہارت سے بڑی مدد ملی۔

آپ نے اہل مغرب کو اسلام کی حقیقی تعلیمات اور پیغمبر اسلامؐ کی سیرت طیبہ سے متعارف کرانے کے لیے مختلف مقالات اور متعدد کتابیں لکھیں۔ فرانسیسی زبان میں آپ کے ترجمہ قرآن مجید اور اسی زبان میں دو جلدوں پر مشتمل سیرت پاکؐ کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح انگریزی میں آپ کی کتاب Muhammad Rasul Allah بہت مقبول ہوئی۔ (۵)

آپ اپنی تقریروں اور تحریروں میں عام مبلغوں کا مناظراتی اور جارحانہ انداز کبھی اختیار نہیں کرتے تھے بلکہ قدیم و جدید ماخذ کے تحقیقی و تقابلی مطالعے کے بعد اپنے نتائج فکر نہایت محتاط اور مثبت طریقے سے پیش کر دیے تھے۔ چنانچہ آپ کی تحریر کا یہ سائنٹیفک انداز اور استدلال کا مجتہدانہ اسلوب جدید دور کے سنجیدہ علمی مذاق کو بہت متاثر کرتا ہے۔ (۶)

حالات زندگی اور علمی و تحقیقاتی خدمات:

ڈاکٹر حمیداللہ کی فرانس میں مستقل سکونت کی وجہ یہ بنی کہ ۱۹۴۸ء میں وہ

سقوط حیدر آباد سے پہلے سیکورٹی کونسل کے اس وفد میں شریک ہو کر نیویارک پہنچے جو نواب معین نواز جنگ وزیر خارجہ مملکت حیدر آباد کی قیادت میں وہاں پہنچا تھا۔ جس وقت سلامتی کونسل میں حیدر آباد کا دستوری مقدمہ سنا جا رہا تھا اسی دوران یہ افسوسناک خبر ملی کہ بھارت نے حیدر آباد پر جارحانہ کاروائی کر کے اپنی کثیر فوج کے ساتھ اس آزاد ریاست کو زبردستی ہندوستان میں ضم کرلیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس سانحے کے بعد پھر کبھی حیدر آباد نہیں گئے اور پیرس میں پناہ گزیں ہو کر علمی اور تحقیقاتی کام کے ساتھ ساتھ حیدر آباد کی آزادی کے لئے بھی عرصہ دراز تک کوشاں رہے۔

ڈاکٹر صاحب تمام عمر پیرس کے ایک مرکزی علاقے کی چار منزلہ قدیم عمارت میں اسکی چوتھی منزل کے ایک چھوٹے سے کمرے میں رہائش پذیر رہے۔ اس عمارت میں لفٹ نہیں تھی صرف لکڑی کا زینہ تھا جس سے پیرانہ سالی میں بھی وہ دن میں کئی بار اترتے چڑھتے۔ ایک مرتبہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے پیرس ہی کو اپنی مستقل رہائش گاہ کے لئے کیوں منتخب کیا؟ ڈاکٹر حمیداللہ نے بتایا کہ ایک تو ایسا تحقیقی ادارہ کہیں اور نہیں جیسا یہاں میسر ہے، دوسرے یہاں عظیم الشان لائبریریاں، جو کہ قریباً ایک کروڑ کتابوں پر مشتمل ہیں، موجود ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔ مزید یہ کہ فرانس کا ماحول بھی نسبتاً زیادہ پرسکون اور علمی ہے اور اگرچہ یہاں اسلام دشمنی کا جذبہ بہت شدید ہے لیکن اس کے باوجود صرف پیرس میں ایک لاکھ سے زائد فرانسیسی مسلمان ہو چکے ہیں، یہاں ایک سو سے زائد مساجد موجود ہیں اور اسلام قبول کرنے والے فرانسیسیوں کا یومیہ اوسط ۸ تا ۱۰ ہے۔ (۷)

ڈاکٹر حمیداللہ کی شخصیت کا ایک حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ ان کی پوری زندگی، متعلم اور معلم دونوں حیثیتوں سے، جرمنی اور فرانس میں گزری لیکن ان کی فکر اور تحریر پر مغربی فکر اور تہذیب کا کوئی ادنیٰ سا شائبہ بھی نظر نہیں آتا اور وہ دیوبند یا ندوہ جیسی کسی دینی درسگاہ کے فاضل استاد کا سا اسلوب نگارش رکھتے ہیں جس میں اسلامیات دین پر گہرے اعتقاد کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ وہ جدید ترین دنیا کے شہری، اس کے علوم

کے شناسا اور اس کے انتہائی ترقی یافتہ باشندوں کے مسلمہ استاد ہیں مگر اپنی فکر اور تحریر کے لحاظ سے وہ متقدمین کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ہمارے ہاں کسی کو چند ہفتوں کے لئے مغرب کی ہوا لگ جائے تو وہ اپنے دیس میں خود کو اجنبی محسوس کرنے لگتا ہے، لیکن ڈاکٹر حمیداللہ کی اسلامی فکر اور مشرقی تہذیب یورپ میں برسوں کی رہائش کے باوجود ذرا متاثر نہ ہوئی بلکہ اس نے اُلٹا اہل یورپ کو متاثر کیا اور ہزاروں افراد کو اسلام کی آغوش میں پہنچادیا۔ مغربی تہذیب علامہ اقبال کی طرح ڈاکٹر حمیداللہ کا بھی کچھ نہ بگاڑ سکی۔ (۸)

یہ بات کس حد تک درست ہے، ذیل کے چند واقعات اس کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

"تکبیر" کے مدیر شہید مولانا محمد صلاح الدین نے ۱۹۹۴ء کے اوائل میں پیرس میں ڈاکٹر حمیداللہ سے چند ملاقاتیں کی تھیں۔ ان کے گھر (فلیٹ) میں داخل ہوتے ہوئے کچھ اس طرح کے تاثرات پیش کرتے ہیں:

"انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولا تو ہمیں یوں محسوس ہوا کہ کتابوں کے کسی گودام میں آ گئے ہیں۔ ایک بوسیدہ صوفہ، فائلوں اور کتابوں سے لدی ایک پرانی میز، ایک جانب چھوٹی سی چارپائی اور سٹیل کی تین چھوٹی کرسیاں، کتابوں کے بڑے بڑے بکسوں اور کریٹوں کے درمیان جمی ہوئی بلکہ پھنسی ہوئی تھیں اور ان پر بیٹھنے سے قبل انہیں کتابوں اور فائلوں کے بوجھ سے آزاد کرنا ضروری تھا۔" (۹)

اس وقت کے وزیر اعظم، نواز شریف کے ساتھ اسی دورے کے دوران ایک ملاقات کا حال قلمبند کرتے ہیں:

"وزیر اعظم نے ڈاکٹر صاحب کے حالات سن کر یہ بھی پیشکش کی کہ آپ کے لئے حکومت کی طرف سے ایک ملازم فراہم کردیا جائے گا جو گھر اور باہر کے کاموں میں آپ کا ہاتھ بٹا سکے گا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مجھے اس سے محفوظ ہی رکھیے۔ وہ میرا وقت خراب کرے گا جسے میں اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق صرف

کرتا ہوں۔ وزیر اعظم نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے اس پر بھی غور کرنے کا وعدہ کیا۔ ٹی وی کے کیمرہ میں داخل ہوئے تو ڈاکٹر صاحب نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیا اور وزیر اعظم سے کہا کہ مجھے اس سے محفوظ رکھیے۔ وزیر اعظم کے اشارے پر تمام کیمرہ مین باہر نکل گئے۔ اس لئے یہ ملاقات ٹی وی پر پیش نہ کی جاسکی۔" (۱۰)

اپنی اور ڈاکٹر صاحب کی ایک تنہائی کی ملاقات کا ذکر کرتے ہیں کہ:

"موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب سے ایک نازک سوال کر ڈالا۔ ڈاکٹر صاحب آپ زندگی بھر قرآن و سنت کا درس دیتے رہے اور اس پر عمل بھی کرتے رہے، مگر آپ نے ایک سنت پر عمل نہیں کیا یعنی نکاح، اس کا کیا جواز ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے ایک لمحہ کا توقف کئے بغیر کہا کہ "میں سخت گناہ گار ہوں، مجھے خود اس کا احساس ہے اور اب بڑھاپے میں تو اس کوتاہی کا بہت شدت سے احساس ہے، اللہ مجھے معاف فرمائے۔ آپ بھی میری اس کوتاہی پر معافی اور مغفرت کی دعا کیجئے۔ اس عمر میں اس کوتاہی کا ازالہ کرنا بھی چاہوں تو اب اس کا امکان کہاں؟" یہ کہہ کر مزید کہنے اور اصل سبب بتایا کہ ہمارے ہاں یہ کام والدین کے ذمے ہوتا ہے۔ میں چونکہ ایک طرف وطن سے دور یہاں تنہا رہا اور دوسری طرف والدین سے بھی محروم تھا، اس لئے خاندان میں کسی کو خیال نہ آیا۔ میں تعلیم و تحقیق میں اس درجہ منہمک اور مستغرق رہا کہ اس طرف توجہ ہی نہ گئی، بس یوں ہی وقت گزرتا گیا۔ یہ کوتاہی عمداً نہیں ہوئی، سہواً حالات نے اس کے اسباب پیدا کردیئے۔ میں نے دوسرا سوال تصویر سے اس درجہ گریز کے بارے میں کیا تو ڈاکٹر صاحب نے وہی جواب دیا کہ اسلام میں اس کی اجازت نہیں۔ میں نے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ کی تصویروں کا حوالہ دیا تو انہوں نے کہا کہ تصویر کو انہی ناگزیر ضروریات تک محدود رہنا چاہیے، یہ تشہیر کا نہیں شناخت کا معاملہ ہے۔ میں تشہیر کے لئے تصویر کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں؟ یہ جواب تھا اس شخص کا، جس کی زندگی تصویروں کے سیلاب کے درمیان گزری ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ سے میں نے پوچھا: "آپ پاکستان میں وزارت تعلیم جیسا کوئی منصب سنبھالتے تو کیا اس

کے دور رس نتائج برآمد نہ ہوتے؟" ڈاکٹر صاحب نے مسکرا کر جواب دیا: "میں نے جس کام کے لیے خود کو وقف کیا ہے وہ کسی ملک کے وزیر اعظم سے زیادہ اہم ہے۔" (۱۱)

بظاہر یہ واقعات ایک غیر فطری اور غیر متوازن زندگی کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں لیکن اسی طرز زندگی کے ثمرات آج فرانس میں مذہب اسلام کی قبولیت اور فروغ کی صورت میں پھلتے پھولتے دیکھے جاسکتے ہیں۔

آیئے ان کی تحقیقی کاوشوں اور کارناموں کی طرف لوٹتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون سے شروع ہی سے دلچپسی کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو اسلام کے قانون بین الاقوام سے دلچسپی پیدا ہوئی جس کے لئے وہ قانون بین الممالک کی اصطلاح کو زیادہ موزوں سمجھتے تھے۔ انکی ایک تصنیف Muslim Conduct of State اس موضوع پر انتہائی منفرد کتاب ہے جو ۱۹۴۱ء میں لکھی گئی۔ بین الاقوامی قانون کا اس زمانے میں جو تصور تھا اور اس وقت تک اس نے جو ترقی کی تھی اس کو سامنے رکھ کر انہوں نے اس سارے اسلامی مواد کو نئے انداز سے مرتب کیا۔ اس زمانے میں بین الاقوامی قانون کی انتہائی مقبول کتاب اوپن ہائم کی International Law تھی جو تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں میں درسی کتاب کے طور پر معروف ومقبول تھی۔ انہوں نے اس کتاب کو بطور نمونہ کے سامنے رکھا، اس میں مضامین کی جس طرح تقسیم تھی اس کو اپنایا اور فقہ اسلامی کے علاوہ پورے اسلامی ادب میں بین الاقوامی تعلقات پر جو مواد دستیاب تھا اس سب کو کھنگال کر سارے مواد کو ایک نئی ترتیب سے مرتب کیا۔ اس لحاظ سے شاید کتاب ۱۹۴۰-۱۹۴۱ء تک اسلامی تحقیق کا سب سے اعلیٰ نمونہ قرار دی جاسکتی ہے۔ (۱۲)

بین الاقوامی قانون ۱۹۴۱ء تک جیسا کچھ تھا، اس میں زیر بحث کوئی اہم اور بنیادی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اوپن ہائم نے اٹھایا ہو اور ڈاکٹر صاحب نے اسلامی ماخذ اور مصادر سے تلاش کر کے اس کا جواب نہ دیا ہو۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے

نقطہ فقہ کی کتابوں سے ہی کام نہیں لیا بلکہ اس کے علاوہ تاریخ، سیرت اور مسلمانوں کی حربیات، مسلمان ملاحوں کی یادداشتوں اور ان کی بحریات، مسلمان سیاحوں کے تذکرے اور یادداشتیں، سفرنامے غرض کوئی چیز ایسی نہیں جس سے انہوں نے اس کتاب میں کام نہ لیا ہو۔

ڈاکٹر صاحب کا ایک خاص انداز یہ تھا کہ مسلسل اپنی تحقیق میں اضافہ کرتے رہتے تھے اور اگر کہیں ایک لفظ کے اضافے کی گنجائش انہیں معلوم ہوتی تھی تو اپنے خاص نسخے میں اضافہ کر لیتے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں Muslim Conduct of State کی آٹھ اشاعتیں سامنے آئیں اور ہر ایڈیشن میں انہوں نے پہلے کے مقابلے میں اضافے اور مزید معلومات بیان کی ہیں۔ غالباً اسی زمانے میں جب وہ ان وثائق و دستاویزات پر کام کر رہے تھے، ان کو سیرت کے کام سے دلچسپی پیدا ہوئی اور پھر انہوں نے زندگی کے بقیہ پانچ چھ عشرے سب کے سب سیرت کے کام میں صرف کئے اور ان کی تمام تر توجہ کا مرکز سیرت اور علم الحدیث رہے۔ (۱۳)

ڈاکٹر صاحب کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے کیسی برکت رکھی تھی اس بات کو ڈاکٹر محمود احمد غازی اپنے اس ذاتی مشاہدہ سے بیان کرتے ہیں:

''ان کی کتاب "Muslim Conduct of State" کا ایک خاتون نے اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب اکتوبر ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد میں ایک سیمینار میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے میں نے ذکر کیا کہ آپ کی کتاب کا ترجمہ ایک خاتون نے کیا ہے اور وہ چاہتی ہیں کہ آپ ایک نظر اس پر ڈال لیں۔ انہوں نے کہا دے دیجئے۔ سیمینار کے اختتام پر مغرب کے وقت وہ ہوٹل واپس جا رہے تھے، میں نے وہ بستہ ان کو دے دیا۔ اگلے دن میں صبح ساڑھے نو بجے پہنچا تو وہ بستہ بغل میں دبائے ہوئے تھے اور کہا یہ لے لیجیے۔ میں نے دیکھا تو اس کے کم وبیش ہر صفحہ پر کوئی نہ کوئی اصلاح اور غلطی کی درستگی موجود تھی جو انہوں نے کی ہوئی تھی۔ اب بظاہر اگر وہ پوری رات بھی کام کرتے رہے ہوں تو دس یا بارہ گھنٹے جو دو ملاقاتوں کے درمیانی وقفے سے عبارت تھے، اس مدت میں پانچ سو ساڑھے پانچ سو صفحات کا مسودہ دیکھنا

اور ہر صفحے پر اصلاح کرنا میرے خیال میں ممکن نہیں۔ اس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جو بعض صوفیہ نے لکھا ہے کہ انسانوں کے لیے جو وقت اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، اس میں کچھ لوگوں کے لیے عام وقت میں سے طول رکھا ہے، خاص انسانوں میں وقت کے لیے عرض بھی رکھا ہے اور خاص الخاص انسانوں کے لیے عمق بھی رکھا ہے اور اس میں گہرائی بھی ہوتی ہے، تو شاید ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تین پہلو وقت Three Dimensional Time دیا تھا۔'' (۱۴)

اسی طرح قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمہ کے دوران ڈاکٹر صاحب کی عرق ریزی اور دقیق نظری کا ایک نمونہ نقل کرتے ہوئے ڈاکٹر غازی لکھتے ہیں:

''وہ مختلف معاملات پر اس طرح سے مسلسل سوچتے رہتے تھے اور ایسے سوالات اٹھاتے تھے کہ جن کا جواب کم از کم ان کے مخاطبین کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے لکھا کہ آج کل میں اپنے فرانسیسی ترجمے پر نظر ثانی کر رہا ہوں اور غالباً دسویں یا بارہویں نظر ثانی ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ عربی زبان میں یا ویلنا، یا ویلتا اور یا ویلتا میں کوئی فرق ہے یا نہیں ہے۔ اور اگر فرق ہے تو اس کو فرانسیسی یا انگریزی میں کیسے بیان کیا جائے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہاں جتنے بھی عربی دان یا اساتذہ تھے (میں کسی کی تحقیر نہیں کرتا) سب سے میں نے بات کی۔ اول تو اکثر کے ذہن میں یہ سوال پہلی مرتبہ آیا تھا کہ ان میں فرق بھی ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ فرق تو ہے۔ عربی کے تین الگ الگ الفاظ ہیں۔ قرآن پاک نے تین سیاقوں میں یہ تین الفاظ استعمال کیے ہیں تو کیوں کیے ہیں؟ کافی غور وخوض کے بعد یا ویلنا اور یا ویلتا کا فرق تو سمجھ میں آ گیا، لیکن اس کو انگریزی میں کیسے بیان کیا جائے غالباً انگریزی زبان اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ فرانسیسی میں کیسے استعمال کیا جائے، یہ ڈاکٹر صاحب کو بہتر معلوم ہوگا۔ اس واقعہ سے یہ اندازہ کرانا مقصود ہے کہ عام مترجمین قرآن بلکہ بڑے بڑے مترجمین قرآن نے، یا کسی نے بھی یا ویلنا اور یا ویلتا کے ترجمے میں کوئی فرق نہیں کیا۔ یہ انگریزی زبان میں ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اسلامی علوم وفنون پر کتنی گہرائی اور باریک بینی سے کام کیا۔'' (۱۵)

علم الحدیث میں ان کے کام کی حیثیت ایک خاص انداز کی ہے۔ وہ معروف معنوں میں محدث نہیں کہلائے۔ انہوں نے علم الحدیث کی تدریس کا اس انداز سے کام نہیں کیا جیسا علم حدیث کے اساتذہ کرتے ہیں لیکن علم الحدیث کی تاریخ میں وہ ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مستشرقین نے پچھلی صدی کے اواسط سے ایک خاص نقطۂ نظر اپنایا تھا کہ علم حدیث کے نام سے جو ذخیرہ مسلمانوں کے پاس اس وقت موجود ہے یہ تاریخی اعتبار سے مستند نہیں ہے۔ اس لیے کہ علم حدیث کے بیشتر متداول مجموعے تیسری صدی میں مرتب ہوئے۔ اس وجہ سے مستشرقین نے یہ کہنا شروع کردیا تھا کہ چونکہ یہ چیزیں تین چار سو سال بعد لکھی گئی ہیں اور اس وقت تک زبانی یادداشتوں کے ذریعے چلتی رہیں اور زبانی یادداشتوں میں سہو اور نسیان کا جو امکان ہے وہ واضح ہے، اس لئے تاریخی اعتبار سے یہ سارا ذخیرہ غیر مستند ہے۔ (۱۶)

ڈاکٹر حمیداللہ ان اولین شخصیتوں میں سے ہیں جنہوں نے اس موضوع کا علمی جواب دینے کا فیصلہ کیا اور بڑی تحقیق سے یہ ثابت کیا کہ صحابہ کرامؓ اور خود رسول اللہؐ کے زمانۂ مبارک میں حدیث کی تحریر وتسوید اور تدوین کا کام شروع ہو چکا تھا جس میں دور تابعین میں بڑی وسعت پیدا ہوئی۔ صحابہ کرامؓ سے یہ پورا ذخیرہ زبانی اور تحریری دونوں انداز سے تابعین کو منتقل ہوا اور اسی انداز سے تابعین نے اپنے بعد کی نسل تک پہنچایا۔ اس وقت حدیث کے جتنے مجموعے ہمارے سامنے ہیں یہ سب کے سب نہ صرف سند متصل سے رسول اللہؐ تک پہنچتے ہیں بلکہ ہر دور میں، ہر سطح پر تحریری یادداشتیں اور ذخیرہ بھی موجود تھا جن پر اس کی بنیاد ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر حمیداللہ نے سب سے پہلے ۴۳-۱۹۴۲ء میں صحیح بخاری کے ماخذ پر کام شروع کیا اور ابتدائی طور پر انہوں نے یہ پتہ چلایا کہ صحیح بخاری کے ماخذ میں ایک بڑا اہم ماخذ امام عبدالرزاق صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ) بھی ہیں۔ امام عبدالرزاق صنعانی کی کتنی احادیث صحیح بخاری میں ہیں، اس کا انہوں نے جائزہ لیا اور معلوم کیا کہ امام عبدالرزاق نے اپنے تمام ذخیرے کو ایک کتاب کی صورت میں مرتب کرلیا تھا۔ اس لئے یہ کہنا کہ امام بخاری اور امام عبدالرزاق

کے درمیان سنی سنائی باتیں نقل کردی گئی ہیں درست نہیں ہے۔ پھر امام عبدالرزاق کے اساتذہ میں ان کے ماخذ معمر بن راشد ہیں جن کی وجہ سے تابعین کی سطح تک تحریری ماخذ کی نشاندہی ہوجاتی ہے۔ پھر معمر بن راشد کے ماخذ میں دو ماخذ کا خاص طور پر انہوں نے ذکر کیا۔ ایک عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، جن کے بارے میں تمام کتب حدیث میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضورؐ کی زندگی میں ''صحیفہ صادقہ'' کے نام سے پانچ سو احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ دوسرا مجموعہ حضرت ابو ہریرہؓ کے تلمیذ ہمام بن منبہ کا مرتب کردہ تھا۔ اس ذخیرہ سے معمر بن راشد نے فائدہ اٹھایا، معمر بن راشد نے وہ ذخیرہ عبدالرزاق کو منتقل کیا، عبدالرزاق نے وہ ذخیرہ امام بخاری کو منتقل کیا اور یوں امام بخاری کی کتاب سامنے آئی جو اپنی ترتیب کی عمدگی اور جامعیت کی وجہ سے مقبول ہوئی۔ بقیہ مجموعوں میں ترتیب کی وہ عمدگی نہیں تھی یا وہ جامعیت نہیں تھی اس لئے وہ مقبول نہیں ہوسکے۔ (۱۷)

یہ بات آج کہنے کو بڑی آسان لگتی ہے، لیکن ڈاکٹر صاحب کو اس نتیجے تک پہنچنے کے لئے کتنا مطالعہ کرنا پڑا ہوگا، کتنے کتب خانوں کی چھان بین کرنی پڑی ہوگی اور کتنے سال لگے ہوں گے، اس کا اندازہ مشکل ہی سے لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کا ثمر یہ ہے کہ اس تحقیق کی بنیاد پر دور جدید میں بہت سے مصنفین نے اس اسلوب تحقیق کو آگے بڑھایا اور پھر دلائل، قرائن اور شواہد سے اسی بات کو پورے طور پر یوں ثابت کردیا کہ آج کوئی مستشرق یہ بات نہیں کہتا کہ علم حدیث کی بنیاد سنی سنائی روایات پر ہے۔ یہ وہ بنیادی اہمیت کا کام تھا جو ڈاکٹر حمیداللہ نے علم حدیث کے باب میں کیا اور جس کی وجہ سے تحقیق میں ایک نئی جہت اور نئی رو کا آغاز ہوا۔

ڈاکٹر حمیداللہ کی رحلت:

۱۹۹۶ میں ۸۸ سال کی عمر میں جب ڈاکٹر صاحب سخت علیل پڑ گئے تو اُن کے بڑے بھائی کی پوتی سدیدہ احسان کی تیمارداری کے لئے پیرس آگئی اور ایک سال یہاں گزارنے کے بعد انہیں ساتھ امریکہ کی ریاست فلوریڈا لے گئی۔ اپنی زندگی کے

آخری ایام فلوریڈا کے شہر جیکسن ول میں گزارنے کے بعد وہ ۱۷ دسمبر ۲۰۰۲ء میں ۹۵ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ (۱۸)

سدیدہ نے بعد میں بتایا کہ اُس روز وہ صبح اٹھے اپنے کمرے سے نکل کر ناشتہ کیا اور معمول کے مطابق گھر میں ٹہلتے رہے اور اپنی مصروفیات میں لگے رہے۔ دوپہر میں قیلولے کی عادت تھی بعد نماز ظہر اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ عصر کے وقت ہمیں یہ احساس ہوا کہ وہ نماز کے لئے نہیں اٹھے اور جب ہم انہیں اٹھانے کے لئے پہنچے تو معلوم ہوا کہ نیند کی حالت میں ان کی روح خالقِ حقیقی سے جا ملی تھی۔ (۱۹)

شاہ بلیغ الدین لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر حمید اللہ کو متعدد بار ایوارڈز اور انعامات کی پیشکش کی گئی لیکن ہر بار انہوں نے عاجزی اور انکساری سے معذرت کرلی حتیٰ کہ سعودیہ کی طرف سے فیصل ایوارڈ اور پاکستان کی جانب سے ہجرہ ایوارڈ پر بھی انہوں نے یہی رویہ اپنائے رکھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ دینی کاموں کا معاوضہ کسی صورت اور کسی بھی انداز سے لینا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ (۲۰) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ صرف علم و عمل کی وہ صورت تھی جس کا نام ''تقویٰ'' ہے اور کردارِ صحابہ کی یہ متاعِ گم گشتہ اب ملت اسلامیہ میں شاذ و نادر ہی کسی اہل نظر میں ملتی ہے اللہ نے کردار کی یہ عظمت ڈاکٹر حمید اللہ کو عطا فرمائی تھی۔ (۲۱)

ڈاکٹر حمید اللہ کی چند تصانیف و تراجم کی فہرست:

اُردو:

۱۔ عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی، طبع ثالث، کراچی ۱۹۸۱ء

۲۔ رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی، طبع جدید، کراچی ۱۹۸۰ء

۳۔ رسولِ اکرمؐ کے میدانِ جنگ، طبع حیدرآباد دکن (نیز انگریزی، فرانسیسی، ترکی اور فارسی ایڈیشن انگریزی ایڈیشن تازہ تر ہے)۔

۴۔ صحیفہ ہمام بن منبہ (حدیث کا قدیم ترین مجموعہ اور تاریخ تدوینِ حدیث) طبع حیدرآباد دکن (نیز انگریزی، فرانسیسی، ترکی اور فارسی ایڈیشن انگریزی ایڈیشن تازہ تر

ہے)۔

۵۔ امام ابو حنیفہ کی تدوینِ قانونِ اسلامی، طبع سادس، کراچی ۱۹۸۳ء۔

۶۔ عہدِ نبویؐ کے واقعات کے لئے تقویمی پیچیدگیاں، اورینٹل کالج، لاہور، اگست ۱۹۶۳ء۔

۷۔ قانون بین الممالک کے اصول اور نظیریں، طبع حیدرآباد دکن ۱۹۳۶ء۔

۸۔ قانون بین الممالک کی تازہ ترقیاں (مجلۂ طیلسانین حیدرآباد دکن ۱۹۴۱ء۔

۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مادہ ہائے بدر، بعثت، ثقیف، حدیبیہ، حلف الفضول، حنین، خط، خندق، خیبر۔

۱۰۔ روزہ کیوں؟ طبع حیدرآباد دکن ۱۹۲۹ء (نیز انگریزی، فرانسیسی اور ترکی ایڈیشن فرانسیسی ایڈیشن تازہ تر ہے)۔

۱۱۔ محمدؐ رسول اللہ (نذیر حق کا انگریزی سے ترجمہ۔ اصل انگریزی، مطبوعہ حیدرآباد دکن، یا ترکی ایڈیشن بہتر ہے)۔ (۲۲)

۱۲۔ قانونِ شہادت، ۱۹۳۳ء میں حیدرآباد سے شائع ہوئی۔

۱۳۔ اسلامی قانون تصادم (پروفیسر مکرس کرواہی کی فرانسیسی تصنیف کا اردو ترجمہ)۔

۱۴۔ امام ابو حنیفہ کی تدوینِ قانونِ اسلامی (طبع سادس کراچی ۱۹۸۳ء)

۱۵۔ عہدِ نبوی ﷺ میں نظامِ تعلیم۔ ۱۳۶۱ ہجری میں حیدرآباد سے شائع ہوئی۔

۱۶۔ عہدِ نبوی ﷺ میں نظامِ حکمرانی۔ پہلا ایڈیشن مکتبہ جامعہ دہلی نے ۱۹۴۴ء میں شائع کیا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں کراچی سے چھپا۔

۱۷۔ مسلمانوں کا طرزِ حکومت۔ ۱۹۷۷ء میں ساتواں ایڈیشن لاہور سے شائع ہوا۔

۱۸۔ اسلامی قانون اور نظریہ کا دستوری ارتقاء (ڈی بی میکڈانلڈ کی انگریزی کتاب کا ترجمہ)

۱۹۔ خطباتِ بہاولپور (مؤلف کا نظر ثانی اور تصحیح شدہ ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد سے شائع ہوا) (۲۳)

عربی

۱۔ الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، طبع خامس ۱۹۸۵ء، بیروت۔

۲۔ ھل القانون الرومی تاثیر علی فقہ الاسلامی؟ بیروت ۱۹۷۳ء

۳۔ التاریخ المقارن للقرآن الکریم والصحف السماویۃ الاخری، مجلۃ الامۃ، قطر ۱۹۸۲ء

۴۔ الحجر الاسود یمین اللہ فی الارض، مجلۃ الفکر الاسلامی، بیروت، اکتوبر ۱۹۷۲ء

۵۔ فتح الاندلس فی خلافۃ سیدنا عثمانؓ، اسلام تدتیقلری انس تی تو سو رگیسی، جامعہ استانبول ۱۹۷۸ء

۶۔ المصادر الاسلامیۃ لداروین فی نظریۃ عن اصل الانواع، مجلۃ الدراسات الاسلامیۃ، اسلام آباد ۱۹۸۱ء

۷۔ الاجتہاد فی عصر الصحابۃ ایضاً ۱۹۸۳ء

۸۔ تدوین القرآن وتراجمہ ایضاً ۱۹۸۵ء

۹۔ اقدم آثار تدوین الحدیث کتابۃ ایضاً ۱۹۸۵ء (۲۴)

۱۰۔ مصحف عثمانیؓ (سمرقند کے نسخے سے فوٹو کاپی کروا کر جدید عربی خط میں نقطوں اعرابوں کے ساتھ مرتب کر کے فلاڈلفیا (امریکہ) سے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

۱۱۔ القرآن فی کل لسان ۔ (۱۲۰ زبانوں میں قرآنی تراجم کی ببلیوگرافی کے ساتھ اور سورۃ فاتحہ بطور نمونہ شائع کیا تھا۔

۱۲۔ کتاب النبات (ابو حنیفہ دینوری کی درختوں کے بارے میں انسائکلوپیڈیا) (۲۵)

English:

1. Muslim Conduct of State, 7th ed. Lahore. 1977 (also in Turkish)

2. The First Written-Constitution in the World, 3rd ed. Lahore. 1975

3. Muhammad Rasulullah, Hyderabad-Deccan 1974 (also in Turkish)

4. Introduction to Islam, (in a dozen languages but not in Urdu)

5. The Battlefields of the Prophet, 3rd ed. Hyderabad-Deccan 1983 (also Turkish, Persian and French)

6. The Prophet's Establishing a State and His Succession, Hyderabad-Deccan 1986; rev. ed. Islamadbad 1988

7. Sahifah Hammam ibn Munabbih, Hyderabad-Deccan rev. ed. 1979, also French

8. "Administration of Justice under the Early Caliphate". Journal of Pakistan Historical Society, January 1971, Karachi.

9. "Constitutional Problems in Early Islam", Islam Tetkikleri Enstitusu Dergisi, Istanbul University 1973.

10. "The City-State of Mecca", in Islamic Culture, Hyderabad-Deccan 1938.

11. "Some Arabic Inscriptions of Medinah of the Early years of Hijrah", in Islamic Culture, Hyderabad-Deccan 1939.

12. "The Friendly Relations of Islam with Christianity and How they Deteriorated" Journal of Pakistan Historical Society, Karachi. 1953

13. "New Light on the character of abu Sufyan the Companion of the Prophet", in Islamic Literature, Lahore 1953.

14. "Budgeting and Taxation in the time of the Holy Prophet" in Journal of Pakistan Historical Society, Karachi, 1955.

15. "Two Christians of Pre-Islamic Mecca, 'Uthman ibn al-Hawairith and Waraqa ibn Naufal", in Journal of Pakistan Historical Society, Karachi 1958.

16. "The Christian Monk Abu Amir of Madina of the time of the Holy Prophet", in Journal of Pakistan Historical Society, Karachi 1959. (26)

17. An Introduction to the Conservation of Hadith, Published by Islamic Books Trust.

18. The Emergence of Islam, Adam Publishers & Distributors, Delhi, India

19. The Life and Work of the Prophet of Islam, Adam Publishers & Distributors, Delhi,India (27)